⊙ ڈاکٹر الماس خانم
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

اردو نعت میں استغاثہ واستمداد کی روایت
(ابتدا سے قیامِ پاکستان تک)

Abstract:

Istaghasa is an Arabic word that means to ask for help. This is the main topic of Naat. The Holy prophet (peace and blessings of Allah be upon him) is the most Merciful. Your mercy has been continued even after going through the World. There for Muslims ask for help from you. Muslim poets ask you for help in expressing their concerns in verses of Naat. First of its started in Arabic Naat and then came in to Persian Naat. From Persian it has been come in to Urdu Naat. The main aim of this study is to take short review of Arabic and Persian Naat and in the light of this short review analyze the element of Istaghasa in Urdu Naat.

Key words:

Istaghasa, Arabiac Naat, Persian Naat, Urdu Naat Mein Istaghasa

استغاثہ عربی زبان کا لفظ ہے ۔استغاثہ سے مراد فریاد کرنا ہے۔عربی میں استغاثہ کی تعریف یوں کی گئی ہے۔ اِستغاث ۔الرجل و بہٖ، مدد چاہنا(۱) فارسی میں استغاثہ سے مراد، استغاثہ، دادخواہی کردن، فریدرسی خواستن، دادرسی خواستن، دادخواہی ہے(۲)۔اردو نور اللغات میں استغاثہ کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔استغاثہ (ع) بالکسر و کسر سوم فریادرسی کی طلب کرنا۔ مذکر۔(ا) دادخواہی، (ب) فریاد (ج) نالش (بتوں کے ظلم کی ہرگز ہوئی نہ شنوائی...... خدا کے گھر میں بہت میں نے استغاثہ کیا) مسرور، فوجداری کا دعویٰ(۳) گویا کہ استغاثہ سے مراد مدد کے لیے پکارنا، دادخواہی چاہنا، فریاد کرنا کے ہیں۔نعت میں بھی ابتدا ہی سے استغاثہ واستمداد کے مضامین ملتے ہیں۔ جس طرح صحابہ کرامؓ، عہدِ رسالتؐ میں اپنی مشکلات اور مسائل کے لیے نبی اکرمؐ کے حضور اپنی فریاد لے کر پہنچتے اور نبی اکرمؐ اللہ پاک کے حکم سے ان کی مشکلات کا خاتمہ فرماتے اور ان کے مسائل حل کرتے اسی طرح ان کے وصال کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا کیونکہ نبی

اکرمؐ رحمت للعالمین ہیں اور آپ کی رحمتوں کا سلسلہ آپ کے پردہ فرما جانے کے بعد بھی جاری وساری ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

''وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلاَّ رَحمَۃَ لِلعالَمِین۔(القرآن۲۱:۱۰۸)

نبی اکرمؐ سراپا رحمت ہیں اسی لیے نعت کا ایک اہم موضوع نبی اکرمؐ کے حضور آشوبِ ذات اور آشوبِ عالم کے حوالہ سے درپیش مصائب وآلام اور مشکلات کا اظہار کر کے آپ سے مدد طلب کرنا رہا ہے۔ استغاثہ واستمداد کا یہ انداز آغازِ نعت ہی سے نعت کے اجزائے ترکیبی میں شامل رہا ہے۔ آپ کی حیاتِ طیبہ میں اور آپ کے وصال کے بعد بھی ہر عہد، ہر علاقے اور ہر زبان کے نعت گو شعرا نے روضہ اطہر پر حاضری، رفعِ مشکلات، شفائے امراض اور مسائل ومصائب سے نجات کے لیے اپنی عرضداشتیں پیش کی ہیں۔ آپ کی حیاتِ مبارکہ اور آپ کا اگلے عالم میں منتقل ہو جانا دونوں سراسر رحمت ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

حیاتی خیرُ' لکم و مماتی خیرُ' لکم

یہی وجہ ہے کہ مصائب وآلام اور کرب واندوہ کی حالت میں ایک مسلمان اور عاشقِ رسولؐ کی نگاہِ امید اللہ کے بعد رحمت للعالمین کی طرف ہی اٹھتی ہے۔ اسے جب کبھی کسی ذاتی یا اجتماعی سانحہ کا سامنا ہوتا ہے وہ نبی اکرمؐ سے ہی فریاد کرتا ہے اور آپ کے حضور مستغیث ہوتا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر ریاض مجید اردو میں نعت گوئی میں لکھتے ہیں کہ:

> ''انفرادی یا اجتماعی حاجت ومصیبت میں حضور اکرمؐ کی عطا و رحمت کے حصول کا پیرایہ حضورؐ سے استعانت کرنے، مدد لینے اور حاجت پوری کرنے کی استدعا کا یہ انداز کم وبیش ہر نعت گو شاعر کے کلام میں نظر آتا ہے۔ انفرادی نوعیت کی نعتوں میں حضرت امام بوصیری کا مشہور قصیدہ جو 'قصیدہ بردہ' کے نام سے مشہور ہے قابلِ ذکر ہے جس میں شاعر نے فالج کے مرض سے نجات حاصل کرنے کے لیے آپ کے حضور درخواست گزاری۔''(۴)

عہدِ حاضر میں نعت گوئی کے اس رجحان کے متعلق محمد اقبال جاوید لکھتے ہیں:

> ''دورِ حاضر کو نعت کا دور کہا جاتا ہے۔ نعت نے اس دور میں جو وسعت حاصل کی ہے وہ یقیناً قابلِ قدر ہے۔۔۔ ہمارے دور نے اپنے تشخص کو پالیا ہے اور بھٹکتی ہوئی انسانیت کو یہ احساس ہو گیا ہے کہ وہی ایک در ہے، جہاں تمناؤں کے اضطراب کو آسودگی نصیب ہوتی ہے۔۔۔ وہی ایک دیوار ہے، جو آبلہ پاؤں کا واحد سہارا ہے۔ آج کے قلم اگر نعت سرا ہیں تو یہ اسی احساس کی شدت کا نتیجہ ہے۔''(۵)

اردو نعت میں استغاثہ واستمداد کی روایت بھی، دیگر اصنافِ ادب اور موضوعاتِ نعت کی طرح عربی سے فارسی اور فارسی سے اردو میں آئی لہٰذا اردو نعت میں استغاثہ کی روایت کو بیان کرنے کے لیے عربی اور فارسی نعت میں استغاثہ کا تذکرہ لازم ہے۔ نعت بنیادی طور پر ایسی صنفِ شاعری ہے، جس میں نبی اکرمؐ کی تعریف بیان کی جاتی ہے۔ آپ کی حیاتِ طیبہ کو قلمبند کرنے کی سعی کرتے ہوئے آپ کے محاسن کو احاطہ قلم میں لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مضامینِ نعت کا ماخذ قرآن اور

احادیث کوقرار دیا جاتا ہے۔قرآنِ پاک میں نعت کے بنیادی مضامین ملتے ہیں۔''حقیقت تو یہ ہے کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے خلقِ محمدیؐ کی تعریف میں 'خلقہ القرآن' کہہ کر ساری کتاب آسمانی کو نعت کے موضوع سے متعلق کر دیا(۶)۔ ''قرآن کریم کے بعد مستند طور پر جہاں نبی اکرمؐ کا ذکر ملتا ہے ان میں سب سے بڑا ذخیرہ حدیث کا ہے۔ بہت سی احادیث میں حضور اکرمؐ کی تعریف اور نعت ملتی ہے۔سیرت وشمائل کی تمام حدیثیں اس میں شامل ہیں''۔(۷)

عربی نعت میں استغاثہ:

عربی شاعری میں نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز ہجرتِ مدینہ کے بعد لسانی جہاد کے انداز میں اس وقت ہوا جب دشمنانِ اسلام کی ہجو اور بد زبانی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔عرب میں ہجو گوئی صدیوں سے رائج تھی۔عرب اپنی فصاحت و بلاغت میں دنیا کی اقوام میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔اسی لیے دشمنانِ اسلام نے دیگر حربے آزمانے کے ساتھ ساتھ نبی اکرمؐ کی شان میں گستاخی میں بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔اس موقع پر نبی اکرمؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ:

> ''جن لوگوں نے اللہ اور رسولؐ کی مدد اپنے ہتھیاروں سے کی ہے انہیں کیا چیز مانع ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے ان کی مدد نہ کریں۔''(۸)

آپؐ کے یہ ارشادات بلا شبہ نعت گوئی کی تاریخ میں اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔عربی کے ابتدائی سرمایہ نعت میں دربارِ رسالتؐ سے وابستہ شعرا کی نعتوں میں آپؐ کی سیرتِ مبارکہ کی صفات، آپؐ کے جمالِ ظاہری کا بیان، باطنی حسن کی تعریف اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی عقائد، اسلامی تحریک کا تذکرہ اور تبلیغِ اسلام میں حضور اکرمؐ کی مساعئ جمیلہ کا ذکر ملتا ہے۔رفتہ رفتہ نعت کے مضامین میں وسعت آتی گئی۔آپ سے دوری کے احساس نے جب شعرا کو بے حال کیا تو ہجر کے موضوعات نے نعت میں راہ پائی۔روضہ رسول پر حاضری کی تڑپ نے بے کل کیا تو نبی اکرمؐ کے حضور ہی اذنِ حاضری کے لیے دادرسی کرنے لگے۔ذاتی مصائب ومشکلات سے نجات کے لیے بھی شعرا کرام نے نعت کو ذریعہ بنایا اور یوں عربی نعت میں استغاثہ واستمداد کے مضامین جگہ پانے لگے اسی لیے عربی نعت میں استغاثہ کی مضبوط روایت ملتی ہے۔اس ضمن میں سب سے اہم استغاثہ بوصیری کے نعتیہ 'قصیدہ بردہ' کو قرار دیا جاتا ہے۔عربی شعرا میں نعت گو کی حیثیت سے ممتاز ترین نام ابوعبداللہ محمد بن زید بوصیری کا ہے۔انہوں نے 'قصیدہ بردہ' سے شہرت پائی۔کہا جاتا ہے کہ بوصیری نے یہ قصیدہ اس وقت کہا جب وہ سخت بیمار تھے۔انہوں نے قصیدہ میں نبی اکرمؐ کے حضور صحت یابی کے لیے درخواست پیش کی اور قصیدہ کے آخر میں نبی اکرمؐ سے شفاعت طلبی کے لیے مستغیث ہوئے۔خواب میں یہ قصیدہ نبی اکرمؐ کے دربار میں پیش کیا۔آپؐ نے خوش ہو کر اپنی ردائے مبارک بوصیری کے جسم پر ڈال دی۔آنکھ کھلی تو بوصیری نے محسوس کیا کہ وہ صحت یاب ہو رہے ہیں۔اس روایت کی رعایت سے ہی ان کا قصیدہ 'قصیدہ بردہ' کہلایا۔قصیدہ بردہ سے استغاثہ کے اشعار ملاحظہ فرمائیے:

هو الحبيب الذى ترجى شفاعته

لكل هول من الا هوال مقتحسم

(وہی حبیب لبیب ہیں کہ امید کی گئی ہے ان کی شفاعت کی ہر شدت ومصیبت سے جو سختی کے ساتھ

ان کے غلاموں پر نازل ہو چکی ہیں)

و کلهم من رسول الله ملتمس

غرفا من البحر اور شفا من الديم

(تمام انبیا، سرکار لیل ونہار کے دریاء اخلاق کا ایک چلو یا ان کے ابرِ کرم کا ایک جرعہ لینے کے طالب ہیں)

ما سا منی الدهر ضیما و استجرت بهٖ

الا و نلت جوار منهُ لم یضم

(جب کبھی زمانہ نے مجھے تکلیف دی تو میں نے حضورؐ کی حمایت حاصل کر لی اور ظلم زمانہ سے محفوظ رہا)

ولا التمست غنی الدارین من یده

الا استلمت الندی من خیر مستلم

(میں نے اپنے سخی سے دین و دنیا کی عطا کبھی نہ مانگی مگر ان کے دستِ سخا سے میں نے من مانی مراد حاصل کی)

کم ابرات و صبا باللمس راحته

و اطلقت اربا من ربقه اللمم

(بارہا اچھے ہوگئے بیمار ان کی ہتھیلی کے مس سے اور آزاد ہوگئے حاجت مند جنون کے پھندے سے)

خدمته بمدیح استقیل بهٖ

ذنوب عمر مضیٰ فی الشعر و الخدم

(میں نے حضورؐ کی مدحت کر کے اس ذریعہ سے اس عمر کے گناہوں کی معافی طلب کی ہے جو شعر گوئی اور اہلِ دنیا کی خدمتوں میں ضائع ہوئی)**(۹)**

فارسی نعت میں استغاثہ:

عربی کی طرح فارسی نعت گوشعرا کے ہاں بھی نعتیہ کلام میں استغاثہ واستمداد کے مضامین کثرت سے ملتے ہیں۔فارسی کے مشہور شعرا نظامی گنجوی، شیخ سعدی اور جامی وغیرہ کے ہاں استغاثہ کی عمدہ مثالیں ملتی ہیں۔ڈاکٹر ریاض مجید اردو میں نعت گوئی میں لکھتے ہیں:

> ’’عربی کی طرح فارسی شعرا نے بھی صنفِ نعت کے محبوب مشغلے کو اختیار کیا اور حضور اکرمؐ کی بارگاہ میں عقیدت وادب کے شاہکار پیش کیے۔عجمی لے میں جب حجازی لہجہ شامل ہوا تو نعت کا ایک نیا اور بالکل اچھوتا اسلوب سامنے آیا۔یہ نیا اسلوب فارسی نعت کی ہیئتی رنگا رنگی اور موضوعات کے تنوع سے عبارت ہے۔‘‘**(۱۰)**

موضوعات کی اس رنگارنگی اور تنوع میں استغاثہ کا رنگ نمایاں ہے۔ یہاں نظامی، سعدی اور جامی کے کلام سے چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔ نظامی گنجوی سلجوقیہ عہد کے مایہ ناز شاعر تھے۔ انہوں نے اپنی پانچ مثنویوں خمسۂ نظامی سے بھی شہرت پائی۔ ان کی مثنویوں میں عصری آشوب کا ذکر ملتا ہے۔ اپنی ایک مثنوی مخزن الاسرار میں انہوں نے مسلمانوں کی حالتِ زار کا نقشہ کھینچنے کے بعد ان الفاظ میں استغاثہ پیش کیا ہے:

از طرفی رخنہ دیں می کنند
و ز دگر اطراف کمیں می کنند
شحنہ تو ئی قا فلہ تنہا چراست
قلب تو داری علم آنجا چراست
شب بسرِ ماہِ یمانی در آر
سر چو مہ از بردِ یمانی برآر
پا نصد و ہفتاد بس ایام خواب
روز بلند است ، مجلس شتاب (۱۱)

شیخ سعدی کے ہاں استغاثہ کی نشاندہی کرتے ہوئے ڈاکٹر تحسین فراقی اپنے مضمون 'اردو شاعری میں نعتیہ شہر آشوب کی روایت' میں لکھتے ہیں کہ:

''نعتیہ شہر آشوب کے عناصر شیخ سعدی (م۶۹۱ھ) کے نعتیہ کلام میں بھی ملتے ہیں۔ سعدی کے مشہور مرثیہ 'المستعصم' میں متین شہر آشوب کے عناصر ملتے ہیں۔ اس مرثیہ میں ہلاکو کے ہاتھوں 'سقوطِ بغداد' اور اس کے بعد نازنینانِ حرم کے خون میں نہلانے، خونِ فرزندانِ عمِ مصطفٰے کے بہائے جانے، غرض ایک قیامتِ صغریٰ کے برپا ہونے کا زہرہ گداز ذکر ملتا ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ فرمایئے:

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں
بر زوالِ ملکِ مستعصم امیر المومنین
اے محمدؐ! گر قیامت سر بروں آری زخاک
سر بروں آرد قیامت درمیانِ خلق بیں'' (۱۲)

اسی طرح جامی کی ایک نعت جس کی ردیف ہی 'یارسول اللہ' ہے استغاثہ کے مضامین سموئے ہوئے ہے:

ز رحمت کن نظر بر حالِ زارم یا رسول اللہ
غریبم ، بے نوائم خاکسارم یا رسول اللہ
توئی مولائے من آقائے من والئی جانِ من
توئی دانی کہ جز تو کس ندارم یا رسول اللہ

دمِ آخر نمائی جلوهٔ دیدار جامی را
ز لطفِ تو ہمیں امید وارم یا رسول اللہ (۱۳)

برِصغیر پاک و ہند کے فارسی نعت گوشعرا میں شہاب الدین، امیر خسرو، ابوالفضل فیضی، جمال الدین محمد عرفی، احمد رضا خان بریلوی، غالب اور علامہ اقبال کے نام قابلِ ذکر ہیں۔خاص طور پر احمد رضا خان بریلوی اور علامہ اقبال کے کلام میں استغاثہ کے موضوعات میں وسعت اور تنوع پایا جاتا ہے۔احمد رضا خان بریلوی کے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے۔اس نعتیہ کلام کی ردیف ہی 'اغثنی یارسول اللہ' ہے:

بکار خویش حیرانم اغثنی یا رسول اللہ
پریشانم پریشانم اغثنی یا رسول اللہ
شہا بیکس نوازی کن طبیبا چارہ سازی کن
مریض دردِ عصیانم اغثنی یا رسول اللہ
گنہ برسر بلا بارد الم درد ہوا دارد
کہ داند جزتو درمان اغثنی یا رسول اللہ
گنہ در جانم آتش زد قیامت شعلہ می خیزد
مدد اے آب حیوانم اغثنی یا رسول اللہ
گدائے آمد اے سلطان باامیدِ کرم نالاں
تہی داماں مگردانم اغثنی یا رسول اللہ
رضایت سائل بے پرتوئی سلطان لاتنہر
شہا بہرے ازیں خوانم اغثنی یارسول اللہ (۱۴)

علامہ اقبال کے فارسی کلام میں بھی استغاثہ کا رنگ نمایاں ہے۔ان کا بیشتر کلام عشقِ رسولؐ کا آئینہ دار ہے۔اسرار و رموز کے آخر میں 'عرضِ حال مصنف بحضور رحمۃ للعالمینؐ' کے تحت لکھتے ہیں:

عشق در من آتشے افروخت است
فرصتش بادا کہ جانم سوخت است
نالہ مانند نے سامان من
آں چراغ خانہ ویران من
از غم پنہاں نگفتن مشکل است
بادہ در مینا نہفتن مشکل است (۱۵)

مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق میں ایک نظم بعنوان 'در حضور رسالت مآبؐ' ہے۔یہ نظم استغاثہ واستمداد کے مضامین لیے ہوئے ہے۔علامہ اقبال اس نظم میں ملتِ اسلامیہ کی سراسیمگی کا احوال بیان کر کے

آپؐ سے نظرِ کرم کے ملتجی ہوتے ہیں:

اے تو ما بیچارگاں را ساز و برگ
وارہاں ایں قوم را از ترسِ مرگ
سوختی لات و مناتِ کہنہ را
تازہ کردی کائناتِ کہنہ را
در جہانِ ذکر و فکرِ انس و جاں
تو صلوٰۃِ صبح تو بانگِ اذاں
گردِ تو گردد حریمِ کائنات
از تو خواہم یک نگاہِ التفات
اے پناہِ من حریمِ کوئے تو
من بامیدے رمیدم سوئے تو (۱۶)

اردو نعت میں استغاثہ:

عربی اور فارسی کی طرح اردو نعت میں بھی استغاثہ کی روایت ابتدا سے ہی موجود رہی ہے۔ ابتدائی دور میں نعت زیادہ تر حصولِ ثواب کے لیے یا رسمی طور پر لکھی گئی۔ قریباً تمام شعرا اپنے دیوان کی ابتدا میں حمد اور نعت لکھنا کارِ ثواب خیال کرتے تھے خاص طور پر طویل مثنویوں، قصائد وغیرہ میں نعتیہ اشعار لکھے جاتے تھے لیکن رفتہ رفتہ نعت شاعری کا اہم حصہ بن گئی اور استغاثہ واستمداد کے مضامین نعت میں پیش کیے جانے لگے۔ اردو کے ابتدائی شعرا ملا وجہی، صنعتی، ابنِ نشاطی، طبعی، قاضی محمود بحری، سراج اورنگ آبادی، شیخ ابولفرج، میر، درد، محمد باقر آگاہ، نظیر اکبرآبادی، مولوی کرامت علی شہیدی، مکھن لال مکھن، لطف، غلام امام شہید، امیر مینائی، سید محسن کاکوروی تک سبھی کے ہاں نعت میں استغاثہ کا رنگ نمایاں ہے۔
ملا وجہی ابراہیم قطب شاہ کے دور کے نمایاں شاعر تھے۔ انہوں نے اپنی مثنوی قطب مشتری میں چھبیس (۲۶) ابیات کی نعت لکھی اور آخر میں نبی اکرمؐ کے حضور شفاعت کے لیے درخواست گزار ہوئے:

امیدوار ہے جگ تیرے پیار کا
کہ بخشائے تو پاپ سنسار کا
شفاعت کر نہار سب کا تہیں
اپی لاڈلا ایک رب کا تہیں (۱۷)

صنعتی نے (۱۰۵۵ھ) میں قصہ بے نظیر لکھا۔ اس قصہ کی ابتدا میں بھی حمد اور نعت لکھی گئی۔ یہ نعت کافی طویل ہے اور قریباً ۱۷۶ اشعار پر مشتمل ہے۔ نعت کے آخر میں صنعتی نبی اکرمؐ کے حضور شفاعت کے لیے ان الفاظ میں مضمون باندھتا ہے:

ترے تابعاں میں خدا کر قبول

کہ بولیا خدا من یطع الرسول
چلے صنعتی سوں تیری بات پر
دو جگ میں اسے توں سر افراز کر (۱۸)

قاضی محمود بحری کی ایک غیر منقوط نعت میں بھی استغاثہ کا یہ شعر ملتا ہے:

محمد گر مدد ہو گا ہمارا
سکل دکھ درد رد ہوگا ہمارا (۱۹)

برِصغیر میں جب مسلمان زوال پذیر ہوئے اور سلطنت کا شیرازہ بکھرنے لگا تو کسمپرسی کے اس دور میں شعرا کے کلام میں استغاثہ واستمداد کا رنگ اور زیادہ نمایاں ہوگیا۔اس دور کے صوفیا کرام کے کلام میں بھی استغاثہ نمایاں ہے۔شیخ ابولفرج محمد فاضل الدین بٹالوی نے زیادہ تر نعتیہ کلام تخلیق کیا۔ان کی ایک نعت کی ردیف ہی 'انظر بحالی یا نبیؐ' ہے۔اس ردیف نے نعت کو استغاثہ کا رنگ دے دیا ہے:

ناہیں مرا چھٹ تم کوئی انظر بحالی یا نبیؐ
ہے رین دن غفلت پڑی انظر بحالی یا نبیؐ
میں ہوں خرابی میں پڑا کالطفل سوء الخلق حیف
اس غم ستی چھاتی سڑی انظر بحالی یا نبیؐ
فاضل پکارے رین دن اشفع شفیع المذنبین
فریاد کرتا ہر گھڑی انظر بحالی یا نبیؐ (۲۰)

دہلی میں شاعری کا آغاز حاتم وآبرو اور ناجی و یک رنگ سے ہوتا ہے۔اس دور میں ایہام گوئی اور رعایتِ لفظی کی صنعت گری نے تیزی سے فروغ پایا۔اس دور میں شعرا کے کلام میں نعتیہ عناصر تو مل جاتے ہیں لیکن باقاعدہ نعت گوئی کے نمونے نہیں ملتے۔البتہ جب میر وسودا کے دور میں شمالی ہند میں اردو شاعری کا باقاعدہ آغاز ہوا تو شعرا کے ہاں نعتیہ کلام جگہ پانے لگا۔اس دور میں کوئی ایسا شاعر نظر نہیں آتا جسے نعت گو شاعر کہا جاسکے تاہم اردو کے نامور شعرا کے ہاں نعت کے نمونے ضرور مل جاتے ہیں (۲۱) اس ضمن میں میر تقی میر کا نعتیہ مسدس دربارِ رسالت مآبؐ میں ایک عاصی اور گناھگار کا ندامت نامہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔اس مسدس میں ٹیپ کا شعر استغاثہ کے رنگ کو گہرا کر دیتا ہے:

رحمت اللعالمینی یا رسول اللہ
ہم شفیع المذنبینی یا رسول اللہ
دھر زیرِ سایۂ لطفِ عمیم
خلق سب وابستہ خلقِ عظیم
تجھ سے جویائے کرم عاصم اثیم
سخت حاجت مند ہیں ہم تو کریم

رحمت اللعالمینی یا رسول اللہ
ہم شفیع المذنبینی یا رسول اللہ (۲۲)

اس کے بعد شاعری نظیر اکبرآبادی کے دور میں داخل ہوتی ہے۔اس دور میں بھی نعت کا رجحان زیادہ تر رسمی پایا جاتا ہے۔نظیر اکبرآبادی نے متنوع موضوعات سے اپنے کلام کو وسعت بخشی۔ان کے کلام میں حمد،نعت،مناجات،منقبت شامل ہیں۔نظیر کے نعتیہ کلام میں بھی استغاثہ کا رنگ ملتا ہے۔نظیر کے نعتیہ خمسہ سے نمونہ کلام درج ذیل ہے:

محمد رحمتہ اللعالمین ہے ۔۔۔ حبیب حق شفیع المذنبین ہے
رسول پاک ختم المرسلین ہے ۔۔۔ کوئی انسان خدائی میں نہیں ہے
لگا تخت الثریٰ سے تابہ افلاک (۲۳)

اس دور کے بعد اردو شاعری جب متوسطین کے دور میں قدم رکھتی ہے تو اس کا رنگ ڈھنگ بدل جاتا ہے۔نعت بھی رسمی انداز سے نکل کر حقیقی طور پر مستحکم بنیادوں پر استوار ہوتی ہے۔اس دور کا نعتیہ موضوعات اور کیفیات دونوں اعتبار سے نہایت اہم ہے۔اس دور کے نمائندہ نعت گو شعرا میں کرامت علی شہیدی،لطف علی خان لطف اور مولوی غلام امام شہید ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔اس دور کی نعت کی اہم ترین خصوصیات خلوص اور تاثیر ہیں۔یہ رنگ غیر مسلم نعت گو شعرا کے ہاں بھی نمایاں ہے۔اس دور کے شعرا میں سے ایک نمایاں غیر مسلم نعت گو شاعر مکھن لال مکھن کے کلام میں خلوص و تاثیر اور استغاثہ کا رنگ دیکھیے:

صبح دم دل نے مجھ کو کر تعلیم
یوں کہا جاگ (اے) گناہگار لئیم
بسکہ تو نے کیا ہے جرمِ عظیم
جا پکڑ دامن شفیع رحیم
عرض کر بندگی بصد تعظیم
بول اپنا پکار حال سقیم
کر مدد مجھ پہ یا رسولِ کریمؐ
تا نہ دیکھوں عذاب نارِ جحیم (۲۴)

اردو نعت میں متاخرین کے دور میں نعتیہ شاعری کے ستون امیر مینائی اور محسن کاکوروی ہیں۔دونوں لکھنؤ کے دبستانِ شاعری سے تعلق رکھتے ہیں۔امیر مینائی نے نعت کے علاوہ دوسری اصناف میں بھی شاعری کی مگر محسن کاکوروی کی وابستگیٔ نعت اور کمالِ فن صحیح معنوں میں نعت گوئی کے سلسلے میں اب تک کی جانے والی کوششوں کا ماحصل ہے۔ان نعت گو شعرا کے ہاں بھی نعتیہ کلام میں استغاثہ کا انداز کارفرما ہے۔امیر مینائی ایک مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کے مجموعہ ُمحمد خاتم النبیینؐ ' کی اس غزل میں استغاثہ کا رنگ دیکھیے اس غزل کی ردیف ہی 'الغیاث' ہے:

جز ترے کس سے کرے مسکین یہ امت الغیاث

ا لغیاث اے شا فعِ روزِ قیامت الغیاث
ٹھوکریں پست و بلند د ہر میں کھاتا ہوں میں
خضر رہ ہو جلد اے شوق زیارت الغیاث
ضعف دل نے کر دیا سر تا قدم بیدست و پا
پاؤں میں طاقت نہ ہاتھوں میں ہے قوت ا لغیا ث
آتش ا فروزی شیطا ن کی جلاتی ہے مجھے
رحم اے ا برِ کرم اے جو شِ رحمت ا لغیا ث
نا مۂ عصیان امیرؔ رو سیہ کا ہے سیا ہ
اے شفیع المـذ نبینؐ ختم الرسا لت ا لغیاث (۲۵)

اس دور کے سب سے بڑے اور نمایاں نعت گو شاعر محسن کاکوروی ہیں۔آپ وہ پہلے شاعر ہیں جنھوں نے صرف نعت لکھی۔آپ کے ہاں پہلی بار نعت ایک جداگانہ صنفِ سخن کے بلند مرتبہ پر فائز ہوئی۔آپ کے کلام میں استغاثہ واستمداد کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔چند نعتیہ رباعیات میں استغاثہ کا رنگ دیکھیے:

مولا مرے عقدہ ہائے مشکل وا کر
ہر غنچہ کو باغ قطرے کو دریا کر
بد ہوں یا نیک تیری امت میں ہوں
محشر برپا ہے تو مجھے برپا کر

عقدے مشکل کے مرے مولا وا کر
ثابت قدم منزل استغنا کر
رماندہ ہوں خستہ حال ہوں بیکس ہوں
سر پر مرے ہاتھ رکھ مجھے برپا کر (۲۶)

اردو نعت کا عصرِ جدید جن نعت گو شعرا سے شروع ہوتا ہے ان میں مفتی سید احمد خان، قاری محمد حسین، مولانا ظفر علی خان، قمر الدین احمد، قاضی ناظم، مولوی احمد علی، حافظ محمد مختار، مولانا الطاف حسین حالی، مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولانا حسن رضا خان، علامہ اقبال کے نام نمایاں ہیں۔۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد مسلمانوں کی زندگی ایک نئی ڈگر پر جاری وساری ہوئی۔زوال کی اتھاہ گہرائیوں میں گھرے ہوئے مسلمان شعرا نے اس بربادی وبدحالی سے نجات کے لیے نبی اکرمؐ کے حضور عرضداشتیں پیش کیں۔اس دور کی نعتوں میں امتِ مسلمہ کی زبوں حالی، انگریزوں کے مظالم، خلافت کا شیرازہ بکھرنے کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔اس دور میں برِ صغیر کے مسلمانوں کا ملی شعور بیدار ہوتا نظر آتا ہے:

''بیسویں صدی عیسوی کا پہلا ربع نعت میں استغاثہ اور استمداد کے موضوع کا زمانہ ہے۔اردو

نعت میں اس کثرت سے اس سے پہلے کبھی استغاثہ نہیں لکھا گیا۔استغاثوں کی یہ کثرت نعت گو شاعروں میں بڑھتے ہوئے ملی شعور کی علامت ہے۔"(۲۷)

اس دور میں نعتیہ شاعری میں فریاد کا رنگ نمایاں ہے۔مولانا الطاف حسین حالی اس دور کے نمایاں اور اہم نعت گوشاعر ہیں۔الطاف حسین حالی نے نہ صرف اردوشاعری کو نئے رنگ میں ڈھالا بلکہ نعت میں بھی اپنے انفرادی مقام کو متعین کیا۔اس ضمن میں سب سے اہم حوالہ مــدو جــزرِ اســلام ہے۔اس مسدس میں حالی نے مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستان بڑے دلگداز انداز میں بیان کرنے کے بعد آخر میں 'عرضِ حال' کے عنوان سے ایک نظم لکھی ہے۔اس نظم میں ''عام نعت گوشعرا کے رنگ سے بالکل جدا وہ اپنے لیے دعا نہیں مانگتا بلکہ آقائے نامدار کی امت کی زبوں حالی سے بے تاب ہوکر اس کے اصلاحِ حال کی درخواست پیش کرتا ہے'(۲۸)۔حالی کی یہ نظم نئے انداز کی نظم ہے۔مولانا حالی امت کی فریاد لے کر دربارِ رسالت ؐمیں حاضر ہوتے ہیں۔امت کی زبوں حالی پر اپنے اضطراب کا اظہار کرتے ہیں۔ملی مصائب کی منظر کشی کرتے ہیں اور نبی اکرم ؐسے درخواست گزار ہوتے ہیں کہ:

عرضِ حال

بہ جناب سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے (۲۹)

کر حق سے دعا امتِ مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آ کے گرا ہے
ملت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
دلدادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے(۳۰)

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
گر بد ہیں تو حق اپنا ہے کچھ اور زیادہ
اخبار میں الطالح لی ہم نے سنا ہے
تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبولِ خدا ہے (۳۱)

علامہ محمد اقبال باقاعدہ نعت گو شاعر نہیں لیکن ان کی شاعری میں عشقِ رسولِ کی زیریں لہریں موجزن ہیں۔ان کے فارسی اور اردو کلام میں نعتیہ اشعار کی نشاندہی با آسانی کی جاسکتی ہے۔علامہ محمد اقبال بھی نبی اکرمؐ کے حضور فریاد کناں ہوتے ہیں۔اقبال کا دل بھی ملتِ اسلامیہ کی زبوں حالی اور ابتری پر خون کے آنسو روتا ہے اور ملتِ مرحومہ کی نجات کے لیے 'روحِ محمدؐ' سے ملتمس ہوتا ہے۔یہاں ان کی دو نظموں 'حضور رسالت مآبؐ' اور 'روحِ محمدؐ' سے مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

حضور رسالت مآبؐ میں

گراں جو مجھ پہ یہ ہنگامۂ زمانہ ہوا
جہاں سے باندھ کے رختِ سفر روانہ ہوا
فرشتے بزمِ رسالتؐ میں لے گئے مجھ کو
حضورِ آیۂ رحمت میں لے گئے مجھ کو
حضورؐ دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ریاضِ دہر میں ہیں یوں تو رنگ رنگ کے پھول
وفا کی جس میں ہو بُو وہ کلی نہیں ملتی (۳۲)

اے روحِ محمدؐ

شیرازہ ہوا ملتِ مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلماں کدھر جائے
وہ لذتِ آشوب نہیں بحرِ عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس کوہ و بیاباں سے حدی خوان کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمد
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے (۳۳)

مولانا ظفر علی خان کی نعت میں کلامِ حالی اور اقبال کی ملی وقومی لہر ایک نئی شان سے جلوہ گر ہوئی ہے۔برِصغیر کی معاصر قومی،ادبی اور سیاسی تحریکوں کا تفصیلی منظر نامہ ان کی شاعری میں نظر آتا ہے۔مولانا کی نعت میں عشقِ رسولؐ کا جذبہ تو کارفرما ہے ہی لیکن جو خصوصیت ان کی نعتیہ شاعری کو معاصر نعت نگاروں سے منفرد ٹھہراتی ہے وہ ان کا قومی وسیاسی شعور ہے۔مولانا کے نعتیہ کلام میں ہندی مسلمانوں کی کسمپرسی،عالمِ اسلام کی زبوں حالی،طرابلس پر اٹلی کا حملہ،تحریکِ خلافت،

تحریکِ عدم تعاون، تحریکِ ہجرت، اور دیگر معاصر تحریکوں کے اثرات ملتے ہیں۔ نکبت وادبار کے اس دور میں صدیوں بعد بھی جو ذات نجات دہندہ ہے وہ نبی اکرمؐ ہی کی ہے۔ مولانا کی اکثر نعتیں مکمل طور پر استغاثہ واستمداد کے مضامین لیے ہوئے ہیں۔ مثلاً التجا بحضور سرورِ کائناتؐ، عرضداشتِ امت بحضور سرورِ کون ومکاں، اسلامیانِ ہند کی فریاد بارگاہِ سرورِ کائناتؐ میں، اس طرز کی اہم نظمیں ہیں۔ ان نظموں سے چند مثالیں درج ذیل ہیں:

عرضداشتِ امت بحضور سرورِ کونؐ ومکاں

تکیہ جس طاقت پہ ہم کو ہے وہ ہے تیری دعا
جو کہ ہے مقبولِ درگاہِ خداوندِ جلیل
ہم بھلے ہیں یا برے، تیرے ہی آخر ہیں غلام
ہم کو ہم چشموں میں اے آقا! نہ ہونے دے ذلیل
اے شفیع المذنبین! اے رحمت للعالمینؐ
انت کہفی، انت ہادی، انت لی نعم الوکیل (۳۴)

فریاد بحضور سرورِ کونینؐ

باور نہ تجھ کو آئے تو ہندوستان میں آ
اور دیکھ لے الٹ کے ملیبار کا نقاب
اے قبلۂ دو عالم و اے کعبۂ دو کون
تیری دعا ہے حضرتِ باری میں مستجاب
یثرب کے سبز پردے سے باہر نکل کر
دونوں دعا کے ہاتھ بصد کرب و اضطراب
حق سے یہ عرض کر کہ ترے ناسزا غلام
عقبیٰ میں سرخرو ہوں تو دنیا میں کامیاب (۳۵)

نظم 'التجا بحضور سرورِ کائناتؐ' میں استغاثہ واستمداد کے مضامین بڑے موثر انداز میں اظہار پذیر ہوئے ہیں۔ یہ نظم ان کی دیگر نظموں کے مقابلہ میں بہت مختصر لیکن بہت پر اثر ہے۔ مولانا حالی کی طرح، مولانا ظفر علی خان بھی امتِ محمدیؐ کے زوال پر نوحہ کناں نظر آتے ہیں۔ اس نظم میں بھی مولانا ظفر علی خان، نبی اکرمؐ کے حضور امتِ مسلمہ کے لٹنے کا منظر پیش کرنے کے بعد درخواست گزار ہوتے ہیں کہ:

جاگ او یثرب کے میٹھی نیند کے ماتے کہ آج
لُٹ رہا ہے آنکھوں ہی آنکھوں میں تیری امت کا راج
ہم ہیں ننگے سر اٹھ اے شانِ عرب آنِ عجم

اور پہنا دے ہمیں پھر سطوتِ کبریٰ کا تاج
اب دوا سے کام کچھ چلتا نہیں بیمار کا
اب تو ہے تیری دعا ہی تیری امت کا علاج (۳۶)

یہ دنیا جو کہ ایک آزمائش گاہ کہلاتی ہے اس دنیا میں انسان ہر لحۂ نئی کیفیات، جذبات اور حادثات سے دوچار ہوتا ہے۔ اس کی زندگی میں کبھی خوشیوں کے پھول مہکتے ہیں اور کبھی غم کے سائے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ خوشی ہو یا غم انسان کو ہمیشہ ایک ہمدرد اور غمگسار کی ضرورت رہتی ہے۔ ایک مسلمان جب غم کی کیفیت سے دوچار ہوتا ہے تو یہ غم اسے اپنے خالق کے اور زیادہ قریب لے جاتا ہے جو کہ رحمٰن بھی ہے اور رحیم بھی۔ اللہ کے بعد اس کی نگاہِ امید جس ذات کی طرف اٹھتی ہے وہ رحمت للعالمینؐ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ جب مسلمان کی زندگی میں غم کے بادل گہرے ہو جاتے ہیں، دل کی کسک بڑھ جاتی ہے تو رنج و محن کی تاریکیوں میں نبی اکرمؐ کی ذاتِ مبارکہ ہی امید کا سورج بن کر طلوع ہوتی ہے اور وہ آپؐ کے حضور اپنی فریاد لے کر حاضر ہو جاتا ہے۔ اسی لیے نعت گو شعرا کے ہاں بھی یہ رجحان غالب رہا ہے۔ غم ذاتی نوعیت کا ہو یا ملی نوعیت کا، روضۂ رسولؐ پر اذنِ حاضری درکار ہو یا روزِ آخرت شفاعت کی طلب ہو، دربارِ رسالتؐ کے شاعر، رحمتِ دو عالمؐ سے رحم و کرم کے طلب گار ہوتے ہیں اور اسی سے نعتیہ کلام میں استغاثہ و استمداد کے موضوعات وسعت پاتے ہیں۔ حافظ لدھیانوی کیا خوب فرماتے ہیں:

دامانِ طلب میں مرے گوہر بھر دے
تو اپنے کرم سے مجھے چشمِ تر دے
امید ترے در سے ہے اک عالم کو
تو جانتا ہے سارے جہاں کے غم کو (۳۷)

حوالہ جات

۱۔ المنجد (کراچی، دارالاشاعت، س۔ن) ص۱۲۷

۲۔ حسن عمید، مرتب، فرہنگِ عمید (تہران، امیر کبیر پبلشنگ ہاؤس، ۱۳۶۵ھ) ص۱۱۸

۳۔ نورالحسن نیر کاکوروی، نوراللغات (کراچی: جنرل پبلشنگ ہاؤس)، جلد نمبر ا ص۳۳۲

۴۔ ریاض مجید، اردو میں نعت گوئی (لاہور: اقبال اکیڈمی، ۱۹۹۰ء)، ص۵۰

۵۔ اقبال جاوید، نعت کہیے مگر احتیاط کے ساتھ، مشمولہ: شام و سحر نعت نمبر، (لاہور: جنوری فروری ۱۹۸۲ء) ص۷

۶۔ رفیع الدین اشفاق، اردو میں نعتیہ شاعری (لاہور: آئینہ ادب، ۱۹۷۴) ص۳۱

۷۔ ایضاً، ص۴۴

۸۔ اردو میں نعت گوئی، ص۲۶۳

۹۔ امام شرف الدین بوصیری، قصیدہ بردہ شریف، (لاہور: ضیا القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء)، شارح: علامہ ابوالحسنات قادری، ص۹۵، ۱۰۴، ۲۱۱، ۲۳۱، ۲۷۳، ۳۷۳

۱۰۔ اردو میں نعت گوئی، ص۱۳۶

۱۱۔ ایضاً، ص۱۴۱

۱۲۔ تحسین فراقی، اردو شاعری میں نعتیہ شہر آشوب کی روایت، مشمولہ، شام و سحر نعت نمبر، (لاہور: جنوری، فروری ۱۹۸۷ء)، ص۸۴

۱۳۔ تابش قصوری منشا، اغثنی یا رسول اللہ (لاہور: مکتبہ قادریہ، ۱۹۸۰ء)، ص۱۹

۱۴۔ ایضاً، ص۲۲

۱۵۔ اقبال، اسرار و رموز (لاہور: مطبع کریمی، ۱۹۲۳ء)، ص۱۹۴

۱۶۔ اقبال، مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق، (لاہور: کتاب خانہ طلوعِ اسلام، ۱۹۳۶ء)، ص۶۴، ۶۷، ۶۸

۱۷۔ اردو میں نعتیہ شاعری، ص۱۳۸

۱۸۔ ایضاً، ص۱۱۔۱۲

۱۹۔ اردو میں نعت گوئی، ص۲۳۶

۲۰۔ ایضاً، ص۲۷۳۔۲۷۴

۲۱۔ ایضاً، ص۲۸۱

۲۲۔ ایضاً،ص۲۸۸

۲۳۔ نظیر اکبرآبادی،کلیاتِ نظیر (مطبع میور پریس،۱۸۸۰ء)،ص۳۸

۲۴۔ اردو میں نعتیہ شاعری،ص۲۴۴

۲۵۔ امیر مینائی،محمد خاتم النبیینؐ،(لکھنؤ،نول کشور پریس،۱۹۳۰ء)،ص۴۵

۲۶۔ محسن کاکوروی،گلدستہ محسن کاکوروی(لاہور:کریمی پریس کتب،۱۹۳۱ء)،ص۴۷

۲۷۔ اردو میں نعت گوئی،ص۳۹۵

۲۸۔ اردو میں نعتیہ شاعری،ص۳۶۳

۲۹۔ الطاف حسین حالی،مسدسِ حالی مدوجزرِ اسلام(لاہور:بزمِ اقبال،۲۰۰۳ء)،مرتبہ:غلام حسین ذوالفقار،ص۱۱۰

۳۰۔ ایضاً،ص۱۱۲

۳۱۔ ایضاً،ص۱۱۴

۳۲۔ اقبال،کلیاتِ اقبال(لاہور:اقبال اکادمی پاکستان،طبع ششم،۲۰۰۴ء)،ص۲۰۸۔۲۰۹

۳۳۔ ایضاً،ص۵۶۱

۳۴۔ ظفرعلی خان،بہارستان(لاہور:اردو اکیڈمی پنجاب،۱۹۳۷ء)،ص۴۰

۳۵۔ ایضاً،ص۳۱

۳۶۔ ایضاً،ص۳۵

۳۷۔ حافظ لدھیانوی،نعتیہ رباعیات(لاہور:شرکت پرنٹنگ پریس،۱۹۹۲ء)،ص۳۶